فرعون مصر کی ہلاکت قرآن اور کتاب خروج کی روشنی میں ایک تقابلی جائزہ

The Death of Pharaoh in the Light of Holy Quran and Kitaab ul Khorooj (A Comparative Study)

حاجرہ بی بی*

ڈاکٹر خدیجہ عزیز**

Abstract

Death of Pharaoh (Firon) is a famous historical event of Banu Israel (descended from Jacob) in the reign of Joseph (Hazrat Yousaf A.S) Banu Israel flourished a lot and they were the most popular sect of the era. Their strength and population was an alarming threat for the kingdom of pharon. So after counseling the mighty king of the time ordered to kill all the boys after taking birth and let the girls survive to be used as maids for the future rulers. Despite this cruel order pharon make the life of Banu Israel hell on earth. To wrap up all this cruelty and bringing the vanity of Pharon to earth Allah sent Moses as Prophet to help Banu Israel.

All these incidents are both in Quran and in Torah or kitab ul khorooj. Yet in Khorooj amendments has been made later by Jews. So to clear the concept a comparative analysis has been made that will also help to enhance our knowledge.

Keywords: Pharaoh, banu Israel, kitaab ul Khorooj, Holy Quran, Moses

تعارف

فرعون مصر کی ہلاکت کا واقعہ بنی اسرائیل کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے۔ حضرت یوسفؑ کے دور میں جب بنی اسرائیل حضرت یعقوبؑ کی نگرانی میں مصر میں منتقل ہوئے تو یہاں پر انھوں نے خوب ترقی کی اور ان کی تعداد میں اچھا خاصا اضافہ ہوا لیکن حضرت یوسفؑ کے بعد جب فرعون کی حکومت آئی تو اُس نے بنی اسرائیل کی بڑھتی ہوئی آبادی اور قوت کو اپنے لیے اور اپنی بادشاہت کے لیے خطرہ محسوس کیا۔ اُس خطرے کے پیش نظر

* ایم فل سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامیات، شہید بینظیر بھٹو وومن یونیورسٹی، پشاور۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، چیئرپرسن ڈیپارٹمنٹ آف اسلامیات شہید بینظیر بھٹو وومن یونیورسٹی، پشاور۔

فرعون مصر نے اپنے امراء اور وزراء کے مشورے سے ایک حکم جاری کیا جس کے تحت آل فرعون نے بنی اسرائیل کی اولاد نرینہ کو قتل کرنا شروع کیا اور اس طرح بنی اسرائیل کی بیٹیوں کو خدمت کی غرض سے زندہ چھوڑنے کے احکامات جاری کیے۔ فرعون اور آل فرعون نے نہ صرف بنی اسرائیل کی اولاد نرینہ کو قتل کرنے کے احکامات جاری کیے بلکہ ان پر طرح طرح کے مظالم بھی ڈھانا شروع کیے۔ آخرکار اللہ تعالی نے فرعون کے تکبر و سرکشی کو ختم کرنے اور بنی اسرائیل کو انکے مظالم سے نجات دلانے کے لیے حضرت موسیؑ کو مبعوث فرمایا۔

بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دلانے اور فرعون مصر کی ہلاکت کے واقعہ کو قرآن کریم کے ساتھ ساتھ عہد نامہ قدیم کے کتاب خروج میں بھی بڑے مفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب خروج میں اس واقعے کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب تحریف و تبدل سے محفوظ نہیں سو اس امر کی ضرورت محسوس کی گئی کہ قرآن کریم اور عہد نامہ قدیم کے کتاب خروج میں بیان ہونے والے فرعون مصر کی ہلاکت کے واقعہ کا تقابلی جائزہ لیا جائے جس سے نہ صرف ہمارے علم میں اضافہ ہوا بلکہ یہ بھی واضح ہوا کہ اس تاریخی واقعہ کے متعلق اس کتاب خروج میں کس حد تک تحریف کی گئی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جب جب انسان نے اپنے رب کے احکامات سے انکار کرکے سرکشی کی تو تب اللہ تعالی نے کسی نہ کسی عذاب کو اس پر مسلط کرکے اُسے تباہی و بربادی سے ہمکنار کیا۔

فرعون کا بنی اسرائیل پر ظلم و ستم

بنی اسرائیل کی تاریخ کا آغاز حضرت ابراہیمؑ سے ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ 2100ق م میں فلسطین تشریف لائے، یہاں پر حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالی نے حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ کی صورت میں دو بیٹوں سے نوازا اور دونوں بیٹوں کو نبوت بھی عطا فرمائی اور پھر انہی دو انبیا کرامؑ کے ذریعے نبوت اور رسالت کا سلسلہ چلا۔ حضرت اسحاقؑ کے بیٹے حضرت یعقوبؑ کا لقب اسرائیل تھا۔ آپؑ کی اولاد آپؑ کے اسی لقب کی وجہ سے بنی اسرائیل کہلائے۔ آپؑ کے بیٹوں میں حضرت یوسفؑ کم عمری ہی میں اپنے دیگر بھائیوں کی شرارت اور حسد کی وجہ سے مصر لے جائے گئے۔ جہاں پر اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم سے نبوت اور رسالت عطا فرمائی۔ اس طرح آپؑ کے والدین اور خاندان کے دیگر افراد مصر منتقل ہو کر یہی آباد ہو گئے۔ بنی اسرائیل حضرت یوسفؑ کے دور سے لے حضرت موسیؑ کے دور نبوت تک مصر میں آباد رہے۔ حضرت یوسفؑ کے دور میں بنی اسرائیل نے بہت ترقی کی اور انہیں خوب عروج حاصل ہوا۔ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو دعوت حق کا علمبردار

بنایا اور شہادت حق کو ان کا بنیادی فریضہ قرار دیا۔ اور یہی وہ بنیادی مقصد تھا جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو عظمت و بزرگی بخشی اور اسی مقصد کے لیے ان میں کئی انبیا کرام مبعوث فرمائے بنی اسرائیل میں کچھ نیک فطرت لوگ بھی تھے جنہوں نے انبیاء کرامؑ کی اس دعوت حق کو قبول کیا۔ لیکن اکثریت ایسی تھی کہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول و کتاب کی تکذیب کی۔ [1]

اس بات کی طرف قرآن کریم میں کچھ اس طرح سے اشارہ کیا گیا ہے:

﴿لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلاً كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لاَ تَهْوَى أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ○ وَحَسِبُوا أَلاَّ تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ وَاللهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ﴾ [2]

"ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا اور ان کی طرف بہت سے رسول بھیجے، مگر جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول انکی خواہشات نفس کے خلاف کچھ لے کر آیا تو کسی کو تو انھوں نے جھٹلایا اور کسی کو قتل کر دیا اور اپنے نزدیک یہ سمجھے کہ کوئی فتنہ نمودار نہ ہو گا اس لیے اندھے اور بہرے بن گئے پھر جب اللہ نے انہیں معاف فرمایا تو ان میں سے اکثر لوگ اور زیادہ اندھے اور بہرے بنتے چلے گئے"۔

یوں بنی اسرائیل اپنی اس فطری سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے زوال کا شکار ہو گئے اور ان پر مصائب و مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ ان کی تعداد چونکہ اب بڑھ چکی تھی لہذا فرعونیوں نے اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں بنی اسرائیل ان کے پورے ملک پر قابض نہ ہو جائیں اور جنگ کی صورت میں انہیں ان کے اپنے ہی ملک سے باہر نہ کر دیں، بنی اسرائیل کو غلام بنالیا۔ فرعون نے بنی اسرائیل کے خلاف ایک ایسا ظالمانہ انقلاب برپا کر دیا جس کی وجہ سے یہ قوم مصر کی کمزور ترین قوم بن گئی۔ فرعون نے بنی اسرائیل کو کمزور ترین بنانے کے لیے ان سے سخت مشقت کے کام کروائے اور ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے، اور اسی مقصد کے لیے انکے بیٹوں کو قتل کرنے اور لڑکیوں کو خدمت کی غرض سے زندہ چھوڑنے کے احکامات جاری کیے۔ قرآن کریم میں فرعون کے اس انقلابی امر کی طرف اس طرح سے اشارہ کیا گیا ہے۔

﴿إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلاَ فِي الأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ﴾ [3]

"یقیناً فرعون نے زمین میں سرکشی کر رکھی تھی اور وہاں کے لوگوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا اور ان میں سے ایک جماعت کو کمزور کر رکھا تھا ان کے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ

چھوڑ دیتا تھا بے شک وہ مفسدوں میں سے تھا"۔

عہد نامہ قدیم کے کتاب خروج میں اس ظالمانہ انقلابی واقعات کی طرف یوں اشارہ کیا گیا ہے :

"مصریوں نے بنی اسرائیل پر تشدد کر کے ان سے کام کرایا اور انہوں نے ان سے سخت محنت سے گارا اور انیٹ بنوا بنوا کر اور کھیت میں ہر قسم کی خدمت لے لے کر ان کی زندگی تلخ کی۔ ان کی سب خدمتیں جو وہ ان سے کراتے تھے تشدد کی تھیں۔"[4]

اسی طرح بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا بیان بھی عہد نامہ کتاب خروج میں کچھ اس طرح سے کیا گیا ہے۔:

"تب مصر کے بادشاہ نے عبرانی دائیوں سے جن میں سے ایک کا نام سفرہ اور دوسری کا نام فوعہ تھا باتیں کیں اور کہا کہ جب عبرانی عورتوں کے تم بچہ جناؤ اور ان کو پتھر کی بیٹھکوں پر بیٹھی دیکھوں تو اگر بیٹا ہو تو اسے مار ڈالنا اور اگر بیٹی ہو تو وہ جیتی رہے"۔[5]

کتاب خروج میں ایک اور مقام پر اس ظلم کا ذکر کچھ اس طرح سے کیا گیا ہے:

"اور فرعون نے اپنی قوم کے سب لوگوں کو تاکیداً کہا کہ ان میں سے جو بیٹا پیدا ہو تم اسے دریا میں ڈال دینا اور جو بیٹی ہو اسے جیتی چھوڑنا"۔[6]

تقابل

فرعون کے بنی اسرائیل کے خلاف اس ظالمانہ انقلاب اور ان کی نسل کشی کا ذکر قرآن کریم اور کتاب خروج دونوں کتابوں میں موجود ہے لیکن دونوں کے بیان میں کسی حد تک اختلاف ہے۔ مثلاً عہد نامہ قدیم کے کتاب خروج میں فرعوں کے سفرا اور فوعہ نامی دائیوں کو پیدائش کے وقت بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑنے کا ذکر کیا گیا ہے لیکن قرآن کریم میں اس طرح کے کسی دائی کا ذکر نہیں کیا گیا۔

فرعون کی سرکشی اور خود کو خدا سمجھنا

قدیم مصر تہذیب و تمدن کے لحاظ سے اپنے عروج کی انتہا پر تھا لیکن مذہبی عقائد کے لحاظ سے بہت پیچھے تھا، کیونکہ اہل مصر کے پاس نہ ہی اپنی کوئی مذہبی کتاب تھی اور نہ ہی دین و شریعت بس فرعون جو کچھ کہتا اسی کو دینی حکم کا درجہ دیا جاتا۔ مصر کے لوگ فرعون ہی کو زمین پر دیوتاؤں کا مظہر مانتے تھے۔ فرعون کی

اطاعت و پوجا کرنا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کو اسی طرح فرض خیال کیا جاتا تھا جس طرح اہل توحید کے ہاں خدا کی اطاعت و خوشنودی کو فرض سمجھا جاتا ہے۔ یہ لوگ مختلف دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے اور بنیادی طور پر بت پرست تھے۔ ہر شہر، گاؤں یا بستی کا علیحدہ دیوتا ہوتا تھا اور ان کے خیال میں اسی دیوتا کو خوش رکھنے میں ہی اس شہر، گاؤں یا بستی کی آبادی کی حفاظت تھی۔ مصریوں کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ جنگ کی حالت میں ان کے دیوتا ان کی طرف سے لڑتے ہیں اور یہی وجہ تھی کہ جس جگہ مصری زیادہ لڑائیاں جیت لیتے تھے وہاں کا دیوتا زیادہ مشہور ہو جاتا تھا۔ امن دیوتا کو سب سے بڑا دیوتا مان لیا گیا تھا کیونکہ اس جیسی فتوحات کسی دوسرے دیوتا کا حاصل نہیں ہوئی تھی۔ امن دیوتا کو فرعون کے باپ کا درجہ بھی حاصل تھا۔

لفظ فرعون کے معنی ہے (سورج دیوتا کی اولاد) اس طرح سورج قدیم اہل مصر کا رب اعلی یا مہادیو تھا اور ہر فرعون اس کی طرف منسوب تھا یہی وجہ تھی کہ ہر شاہی خاندان بر سر اقتدار آنے کے بعد فرعون کا لقب اختیار کر کے اہل مصر کو یہ یقین دلاتا کہ میں تم سب کا مہادیو یا رب اعلیٰ ہوں۔ [7]

فرعون مصر کے خود کو خدا سمجھنے کے عقیدے کا ذکر قرآن کریم میں کچھ اس طرح سے کیا گیا ہے:

﴿قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ﴾ [8]

"(فرعون نے) موسیٰؑ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر تم میرے علاوہ کسی اور کو خدا تصور کرو گے تو میں تجھے قید کر دوں گا"

اسی طرح ایک قرآن میں ایک اور جگہ پر فرعون نے اپنے ساتھیو ں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ

﴿يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي﴾ [9]

"کہ میں اپنے سوا کسی کو تمھارا خدا نہیں دیکھتا"

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فراعین مصر خود کو خدا سمجھتے تھے اور لوگ ان کی خدا ہی کی طرح تعظیم کرتے تھے۔ ان کا مذہب مشرکانہ تھا اور اسی مذہب کے ذریعے وہ اپنی رعایا سے اپنی عبادت کرواتے تھے۔ ان کی اکثریت جنگ جو، ظالم اور بے رحم تھی۔

فرعون اور اس کی قوم مختلف بتوں کی پوجا کے ساتھ ساتھ مظاہر پرست بھی تھے۔ یہ تمام معبود زندہ و مردہ دونوں حالتوں میں ان کے حاجت رواں تھے اور ان کے متعلق عقائد و نظریات کی سختی سے پابندی کی جاتی تھی۔ لیکن حضرت موسیٰؑ کی دعوت توحید نے ان کے عقائد و افکار کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان میں ایک زبردست مذہبی کشمکش برپا کر دی۔ آپؑ نے اپنی دعوت و دلائل کے ذریعے لوگوں کو صرف ایک رب عالمین کی

عبادت کی طرف متوجہ کر دیا، اس کا اندازہ قرآن کریم میں بیان ہونے والے حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے درمیان ہونے والے مناظرے سے بخوبی ہو جاتا ہے:

﴿قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ○ قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ○ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ○ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ○ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ○ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ﴾[10]

"(فرعون نے کہا) رب العالمین کیا ہے؟ موسیٰؑ نے فرمایا وہ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیں تمام چیزوں کا رب ہے اگر تم یقین رکھنے والے ہو، فرعون نے اپنے ارد گرد والوں سے کہا، کیا تم نہیں سن رہے موسیٰؑ نے فرمایا وہ تمھارا اور تمھارے اگلے باپ دادا کا پروردگار ہے۔ فرعون نے کہا (لوگوں) تمھارا یہ رسول جو تمھاری طرف بھیجا گیا ہے یہ تو یقیناً دیوانہ ہے۔ موسیٰؑ نے فرمایا وہی مشرق و مغرب کا اور ان کے درمیان تمام چیزوں کا رب ہے اگر تم عقل رکھتے ہو"۔

فرعون نے جب حضرت موسیٰؑ کے دلائل کو سنا جس میں اس کے تمام شبہات کے واضح جوابات موجود تھے تو اب اس کے پاس انکار کی کوئی وجہ بھی نہ رہی تو اس نے اپنی بادشاہت، اقتدار اور اختیارات کا رعب ڈالنا شروع کر دیا جس کی طرف قرآن کریم میں یوں اشارہ کیا گیا ہے:

﴿قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ○ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ ○ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○ فَأَلْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ○ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ﴾[11]

"(فرعون نے کہا) اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تجھے قیدیوں میں شامل کر دوں گا، موسیٰؑ نے کہا اگر میں تیرے پاس کوئی واضح چیز لے آؤں تو؟ تو فرعون نے کہا، اگر تو سچوں میں سے ہیں تو اسے پیش کر۔ آپؑ نے اسی وقت اپنی لاٹھی زمیں پر ڈال دی جو کہ اچانک ایک بڑا اژدھا بن گئی اور اپنا ہاتھ کھینچ کر نکالا تو وہ بھی دیکھنے والوں کو سفید چمکیلا نظر آنے لگا"۔

ان سب دلائل سے فرعون کو کوئی فائدہ نہ ہوا اور وہ اپنے کفر پر اڑا رہا۔ اس نے تمام معجزات کو جادو قرار دے کر اب جادوگروں کے ذریعے مقابلے کی ٹھان لی اور اس مقصد کے لیے اپنے ملک کے تمام جادوگروں کو اکٹھا کیا لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان تمام جادوگروں اور رعایا پر حق کی حقانیت اور بھی واضح اور پختہ ہو گئی اور تمام جادوگر فرعون کی دھمکیوں کے باوجود حضرت موسیٰؑ اور ان کے رب پر ایمان لے آئیں۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فرعونی اپنی ضد اور عناد میں مزید سخت ہو گئے اور اس طرح یہ مذہبی کشمش اور شدت اختیار کر گئی۔ حضرت موسیٰؑ کی طرف مسلسل دعوت حق اور فرعون کے مسلسل انکار کا اثر بنی اسرائیل پر اس طرح سے ظاہر ہوا کہ فرعون نے ان پر مظالم میں مزید اضافہ کر دیا جس پر بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ سے گلے شکوہ کرنے لگیں۔ دوسری طرف فرعون اور آل فرعون کے تکبر و انکار میں مزید اضافہ ہوتا گیا۔

حضرت موسیٰؑ نے ہر ممکن طریقے سے بنی اسرائیل پر فرعون کے ظلم کو روکنے اور اسے حق کو قبول کرنے کی دعوت دی لیکن فرعون کی سرکشی اور ضد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا آخر کار تنگ آکر حضرت موسیٰؑ نے فرعون اور اس کی آل کو بد دعا دی۔ اللہ تعالی نے اپنے برگزیدہ پیغمبر کی بد دعا کو قبول کرتے ہوئے فرعون اور اس کی آل پر طرح طرح کے عذاب نازل کیے۔ جب بھی ان پر کوئی عذاب نازل ہوتا تو حضرت موسیٰؑ کے پاس جا کر فریاد کرتے کہ تم اپنے رب سے دعا کرو کہ ہم سے اس عذاب کو دور کر دے تو ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ جانے دیں گے لیکن جیسے ہی عذاب میں تخفیف کر دی جاتی وہ پھر اپنی ضد پر اڑ کر سرکشی کرنے لگتے آخر کار اللہ تعالی نے فرعون اور آل فرعون کو سمندر میں غرق کر کے اس کشمکش کا خاتمہ کر دیا۔ قرآن کریم میں اس واقعہ کا بیان کچھ اس طرح سے کیا گیا ہے:

﴿وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ○ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ○ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [12]

"ہم نے موسیٰؑ اور اس کے تمام ساتھیوں کو نجات دے دی اور پھر سب دوسروں (فرعون اور اس کے ساتھی) کو غرق کر دیا۔ یقیناً اس میں بڑی عبرت ہے اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان والے نہیں"۔

تقابل

عہد نامہ قدیم کے کتاب خروج میں حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کے فرعون کو بار بار توحید کی دعوت دینے اور بنی اسرائیل کو ساتھ لے جا کر قربانی کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ دوسری طرف فرعون کے انکار و تکبر کا ذکر بھی کتاب خروج میں کیا گیا ہے۔ اس بارے میں کتاب خروج کے الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں:

"اس کے بعد موسیٰ اور ہارون نے جا کر فرعون سے کہا کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دیں تا کہ وہ بیابان میں میرے لیے عید کرے۔ فرعون نے کہا کہ خداوند کون ہے کہ میں اس

کی بات مان کر بنی اسرائیل کو جانے دوں میں خداوند کو نہیں مانتا اور میں بنی اسرائیل کو نہیں جانے دوں گا۔ "[13]

قرآن کریم کے بیان کے مطابق فرعون خود کو لوگوں کا خدا سمجھتا تھا لیکن کتاب خروج میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن کتاب خروج کے مطابق فرعون نے حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کے خدا یعنی اللہ تعالی کو جاننے اور ماننے سے انکار کیا اور اسی طرح اللہ کے حکم کے مطابق بنی اسرائیل کو بھی حضرت موسیٰؑ کے ساتھ چھوڑنے سے انکار کیا۔

فرعون کی ہلاکت

جب حضرت موسیٰؑ کے بار بار کہنے پر بھی فرعون نے بنی اسرائیل کو ان کے ساتھ نہ جانے دیا تو اللہ تعالی کی طرف سے مصریوں پر طرح طرح کے عذاب نازل کیے گئے۔ ان عذابوں کا ذکر قرآن کریم کی مختلف سورتوں کے ساتھ عہد نامہ قدیم کے کتاب خروج میں کیا گیا ہے۔ آل فرعون پر جب بھی کوئی عذاب نازل ہوتا تو فرعون حضرت موسیٰؑ سے فریاد کرتا کہ تم اپنے خدا سے دعا مانگو کہ وہ اس عذاب کو ہم سے دور کر دے، تو ہم تیرے خدا پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ جانے کی اجازت دیں گے۔ لیکن جیسے ہی عذاب میں کمی کر دی جاتی یا عذاب ہٹا دیا جاتا تو وہ پھر سے اللہ تعالی کی نافرمانی کرنا شروع کر دیتے۔ آخر کار اللہ تعالی نے حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ قرآن کریم کے الفاظ اس واقعہ سے متعلق کچھ اس طرح سے ہیں:

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ○ فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ○ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ○ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ ○ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ ○ فَأَخْرَجْنَاهُم مِّن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ○ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ○ كَذَلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ○ فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ○ فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَى إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ○ قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ○ فَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ○ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ○ وَأَنجَيْنَا مُوسَى وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ○ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ○ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ○ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ○﴾ [14]

"اور ہم نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل چلو اور تمھارا تعاقب کیا جائے گا اور فرعون نے تمام شہروں میں سپاہی بھیجے اور کہا کہ یہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے اور انھوں

نے ہمیں غصہ دلایا ہے جبکہ ہم ایک مسلح جماعت ہیں پھر ہم نے آل فرعون کو (بنی اسرائیل) کے تعاقب میں باغات، چشموں، خزانوں اور عمدہ مقامات سے نکال باہر کیا اور اس طرح ہم نے بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دیا۔ پس انھوں نے طلوع آفتاب کے وقت بنی اسرائیل کا تعاقب کیا جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰؑ کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم پکڑے گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ ہر گز نہیں ہمارا رب ہمارے ساتھ وہی ہماری رہنمائی کرے گا۔ پس ہم نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ دریا پر لاٹھی مارو پس دریا پھٹ گیا اور پانی کا ہر حصہ ایک بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا اور ہم نے دوسرے فریق (آل فرعون) کو بھی قریب پہنچا دیا۔ اور ہم نے موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کو بچا لیا اور پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا۔ بے شک اس واقعے میں اللہ کی قدرت کی ایک نشانی تھی اور ان میں اکثر ایمان نہیں لانے والے تھے اور بے شک آپؐ کا رب غالب اور مہربان ہیں۔"

قرآن کریم کی ان آیات میں اللہ تعالی نے بڑی خوبصورتی اور وضاحت کے ساتھ مصر سے حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کے خروج فرعون اور اس کے ساتھیوں کا حضرت موسیٰؑ کا تعاقب کرنے اور پھر حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کے فرعون سے نجات اور آل فرعون کے دریا میں غرق ہونے والے واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی ایک اور سورت میں اس واقعے کو کچھ اس طرح کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللّٰهَ لاَ يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ○ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ○ فَمَا آمَنَ لِمُوسَى إِلاَّ ذُرِّيَّةٌ مِّن قَوْمِهِ عَلَى خَوْفٍ مِّن فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ○ وَقَالَ مُوسَى يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُواْ إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ○ فَقَالُواْ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لاَ تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ○ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ○ وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّءَا لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُواْ بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُواْ الصَّلاَةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ○ وَقَالَ مُوسَى رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالاً فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّواْ عَن سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلاَ يُؤْمِنُواْ حَتَّى يَرَوُاْ الْعَذَابَ الأَلِيمَ ○ قَالَ قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلاَ تَتَّبِعَآنِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لاَ يَعْلَمُونَ ○ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لا إِلِـهَ إِلاَّ الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَاْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○ آلآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ○ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ ○﴾[15]

"اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار اتار دیا پس فرعون اور اس کے لشکر نے ان کا تعاقب کیا تاکہ ظلم اور شرارت کرے لیکن جب پانی میں غرق ہونے لگا تو پکار اٹھا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ اس ذات کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جس پر بنی اسرائیل رکھتے ہیں اور میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں (پس ہم نے کہا) کہ اب تم ایمان لائے ہو؟ حالانکہ پہلے تم برابر نافرمانی کرتے رہے اور تو مفسدوں میں سے ہے۔ پس آج ہم تیرے جسم کو بچالیں گے تاکہ بعد میں آنے والوں کے ایک نشانی ہو اور اکثر لوگ ہمارے نشانیوں سے غافل رہتے ہیں۔

قرآن کریم کے اس بیان سے ظاہر ہوا کہ جب اس ظالم سرکش اور مغرور فرعون نے موت کو اپنے سامنے دیکھا تو پھر حضرت موسیٰؑ کے رب پر ایمان لے آیا لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی اور اب اس ایمان لانے سے اسے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ایک اور مقام پر ایسے لوگوں کے لیے ارشاد فرمایا ہے:

﴿بَلۡ بَدَا لَهُم مَّا كَانُواْ يُخۡفُونَ مِن قَبۡلُ وَلَوۡ رُدُّواْ لَعَادُواْ لِمَا نُهُواْ عَنۡهُ وَإِنَّهُمۡ لَكَٰذِبُونَ﴾ [16]

"بلکہ جس چیز کو اس سے قبل چھپاتے تھے وہ ان کے سامنے آگئی ہے اور اگر یہ لوگ واپس پھر بھیج دیئے جائے تب بھی یہ وہی کام کریں گے جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور یقیناً یہ بالکل جھوٹے ہیں۔"

قرآن کریم کے بیان کے مطابق اللہ تعالی نے اس سرکش اور متکبر فرعون کی نعش کو قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے عبرت بنا دیا تاکہ آئندہ کوئی خدائی کا دعوی نہ کر سکے۔ عہد نامہ قدیم کے کتاب خروج میں بھی اس واقعہ کو ردوبدل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کتاب خروج کے بیان کے مطابق جب فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے بار بار کہنے اور آل فرعون پر طرح طرح کے عذابوں کے آنے کے بعد بھی بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ نہ جانے دیا تو پھر اللہ تعالی نے ان پر ایک اور عذاب یعنی پہلوٹھوں کی موت کا عذاب نازل کیا کتاب خروج میں اس عذاب کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے:

"اور آدھی رات کو خداوند نے ملک مصر کے سب پہلوٹھوں کو فرعون جو اپنے تخت پر بیٹھا تھا اس کے پہلوٹھے سے لے کر وہ قیدی جو کہ قید خانے میں تھا اس کے پہلوٹھے تک بلکہ چوپایوں کے پہلوٹھوں کو بھی ہلاک کر دیا اور فرعون اور اس کے سب نوکر اور سب مصری رات ہی کو اٹھ بیٹھے اور مصر میں بڑا کہرام مچا کیونکہ مصر میں ایک بھی گھر ایسا نہ تھا جس میں کوئی نہ مرا ہو۔ تب اس نے رات ہی رات میں موسی اور ہارون کو بلوا کر کہا کہ تم بنی اسرائیل کو لے کر میری قوم کے لوگوں میں

سے نکل جاؤ اور جیسا کہتے ہو جا کر خداوند کی عبادت کرو اور اپنے کہنے کے مطابق اپنی بھیڑ بکریاں اور گائے بیل بھی لیتے جاؤ اور میرے لیے بھی دعا کرنا۔ "[17]

یعنی کتاب خروج کے مطابق جب خداوند نے مصریوں کے پہلوٹھوں کو ہلاک کر دیا تو فرعون نے تنگ آ کر حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کو جانے دیا۔

تقابل

قرآن کریم اور کتاب خروج کا تقابلی مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ جب فرعون نے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰؑ کے بار بار کہنے پر بھی ساتھ نہ جانے دیا تو پھر اللہ تعالی نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی کہ رات کے وقت بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکل جاؤ اور آل فرعون تمھارا تعاقب کریں گے لیکن کتاب خروج کے مطابق جب پہلوٹھوں کی موت کے بعد جب مصر کے ہر گھر میں کہرام مچا تو فرعون نے خود ہی حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کو بلوا کر کہا کہ میری قوم میں سے نکل جاؤ اور اپنے جانور بھی ساتھ لے جاؤ۔ بلکہ اسی باب میں آگے جا کر اس بات کو بھی بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل نے جاتے وقت مصریوں کو لوٹ لیا یہ بیان کچھ اس طرح سے ہے :

"اور خداوند نے ان لوگوں کو مصریوں کی نگاہ میں ایسی عزت بخشی کہ جو کچھ انھوں نے مانگا انھوں نے دے دیا سو انھوں نے مصریوں کو لوٹ لیا۔ "[18]

اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ کتاب خروج کے مطابق بنی اسرائیل کو فرعون نے خود مصر سے عزت کے ساتھ نکالا اور ان کو مصریوں نے زیورات اور کپڑے بھی دیئے۔ لیکن تھوڑا سا آگے جا کر ایک اور مقام پر اسی بات کو اسی کتاب میں کچھ اس طرح سے رد کیا گیا ہے:

"اور انھوں نے اس گندھے ہوئے آٹے کی جسے وہ مصر سے لائے تھے بے خمیری روٹیاں پکائی کیونکہ وہ اس میں خمیر دینے نہ پائے تھے اس لیے کہ وہ مصر سے ایسے جبراً نکال دیئے گئے کہ وہاں ٹھہر نہ سکے اور نہ کچھ کھانا اپنے لیے تیار کرنے پائے۔ "[19]

اسی طرح کتاب خروج کے اگلے باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ فرعون اور مصری فوج نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا اور جب بنی اسرائیل نے ان کو پیچھا کرتے دیکھا تو حضرت موسیٰؑ سے کہنے لگے:

"اور موسیٰ سے کہنے لگے کیا مصر میں قبریں نہ تھیں جو تو ہمیں وہاں سے مرنے کے لیے بیابان میں لے آیا ہے۔ کیا ہم تجھ سے مصر میں یہ بات نہ کہتے تھے کہ ہم کو رہنے دیں کہ ہم مصریوں کی خدمت کریں۔ کیونکہ ہمارے لیے مصریوں کی خدمت کرنا بیابان میں مرنے سے بہتر ہوتا "۔ [20]

جبکہ قرآن کریم میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ جب دونوں جماعتوں یعنی آل فرعون اور بنی اسرائیل نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰؑ کے ساتھی کہنے لگے ﴿انا لمدرکون﴾ یعنی ہم تو پکڑے گئے۔ اس تضاد کے بعد اب حضرت موسیٰؑ قرآن کریم کے مطابق اپنے ساتھیوں کو جواب میں فرماتے ہیں ﴿كَلَّآ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهۡدِينِ﴾ [21] ''یعنی ہر گز نہیں بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے، وہ میری رہنمائی کرے گا''۔ لیکن دوسری طرف کتاب خروج کے مطابق حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو جواب میں یہ فرمایا:

" تب موسیٰؑ نے لوگوں سے کہا، ڈرو مت، چپ چاپ کھڑے ہو کر خداوند کی نجات کے کام دیکھو جو وہ آج تمھارے لیے کرے گا کیونکہ جن مصریوں کو تم آج دیکھتے ہو ان کو پھر کبھی ابد تک نہ دیکھو گے۔ خداوند تمھاری طرف سے جنگ کرے گا اور تم خاموش رہو گے۔ "[22]

اسی طرح کتاب خروج میں کچھ اور باتوں کا اضافہ کچھ اس طرح سے کیا گیا ہے:

"اور خداوند کا فرشتہ جو اسرائیلی لشکر کے آگے آگے چلا کرتا تھا جا کر ان کے پیچھے ہو گیا اور بادل کا وہ ستون سامنے سے ہٹ کر ان کے پیچھے جا ٹھہرا۔ یوں وہ مصریوں کے لشکر اور اسرائیلی لشکر کے بیچ میں ہو گیا سو وہاں بادل بھی تھا اور اندھیرا بھی، تو بھی رات کو اس میں روشنی رہی اور وہ رات بھر ایک دوسرے کے پاس نہیں آئے"۔ [23]

لیکن قرآن کریم کے ساتھ تقابل کرنے پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم میں ان تمام چیزوں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

اب اسی واقعے میں دریا کے درمیان میں پھٹ جانے کا ذکر قرآن کریم میں کچھ اس طرح سے ہے :

﴿فَأَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنِ ٱضۡرِب بِّعَصَاكَ ٱلۡبَحۡرَۖ فَٱنفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرۡقٖ كَٱلطَّوۡدِ ٱلۡعَظِيمِ﴾ [24]

"پس ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ دریا پر لاٹھی مارو۔ پس دریا پھٹ گیا اور پانی کا ہر حصہ ایک بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا۔ "

لیکن کتاب خروج میں اس واقعے کو اس فرق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

"پھر موسی نے اپنا ہاتھ سمندر کے اوپر بڑھایا اور خداوند نے رات بھر پوربی آندھی چلا کر اور سمندر کو پیچھے ہٹا کر اسے خشک زمین بنا دیا اور پانی دو حصوں میں ہو گیا۔ "[25]

پھر قرآن کریم میں حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی نجات اور فرعون اور آل فرعون کو دریا میں غرق کرنے کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

﴿وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ۔ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ﴾ [26]

"اور ہم نے موسیٰؑ اور ان کے تمام ساتھیوں کو بچا لیا پھر دوسروں کو غرق کر دیا۔"

جبکہ کتاب خروج میں اس واقعے کو اس اضافے کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

"اور بنی اسرائیل سمندر کے بیچ میں سے خشک زمین پر چل کر نکل گئے اور ان کے داہنے اور بائیں پانی دیوار کی طرح تھا۔ اور مصریوں نے تعاقب کیا اور فرعون کے سب گھوڑے اور رتھ ان کے پیچھے پیچھے سمندر کے بیچ میں چلے گئے اور رات کے پچھلے پہر خداوند نے آگ اور بادل کے ستون سے مصریوں کے لشکر پر نظر کی اور ان کے لشکر کو گھبرا دیا۔ اور اس نے ان کے رتھوں کے پہیوں کو نکال ڈالا سو ان کا چلانا مشکل ہو گیا۔ "[27]

یہاں پر قرآن کریم اور کتاب خروج کے تقابلی مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالی کی ذات بڑی قدرتوں اور طاقت والی ہے اسے کسی لشکر کو غرق کرنے کے لیے آگ اور بادل میں سے دیکھنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی لشکر کو غرق کرنے کے لیے اس لشکر کے رتھوں کے پہیوں کو نکالنے کی کوئی ضرورت ہے بلکہ وہ اگر چاہے تو زور آور سے زور آور لشکروں کو رتھوں پہیوں اور تمام ساز و سامان سمیت پل بھر میں غرق کر دے۔ لیکن چونکہ کتاب خروج میں انسانی سوچ کے مطابق تحریف کی گئی ہے اس لیے یہ بیان کیا گیا ہے کہ خداوند نے آگ اور بادل کے ستون میں سے مصریوں کے لشکر پر نظر کی اور پھر انکے لشکر کے رتھوں کے پہیوں کو نکال دیا جس کی وجہ سے ان کا چلانا مشکل ہو گیا۔ دوسری طرف قرآن کریم میں اس طرح کی باتوں کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ وہ حقیقتاً ایک الہامی کلام ہے اور ہر طرح کے رد و بدل سے مکمل طور پر محفوظ ہے۔ لھذا کتاب خروج نے ان تمام واقعات کو کافی حد تک بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے۔

نتائج

اس بحث سے درجہ ذیل نتائج اخذ کیے گئے۔

1۔ حضرت موسیٰؑ کی زندگی کے واقعات کو مطالعہ کرنے سے ہمیں اصلاح امت کا طریقہ معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ مسلسل غلامی اور فرعون جیسے حکمرانوں کے ظلم و ستم سہنے اور اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے اقوام کے اخلاق و کردار تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ ان کی عزت نفس مجروح ہونے کے ساتھ ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ اس طرح بہادری اور شجاعت کی جگہ خوف ان کی زندگی کا خاصہ بن جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ ہر ظالم و جابر حکمران کی اطاعت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

2۔ اس طرح فرعون سے متعلقہ واقعات کو پڑھ کر ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ جب انسان کفر و شرک اور مخلوق خدا پر ظلم و ستم کرنے میں حد سے تجاوز کر جاتا ہے تو پھر عذاب الٰہی اس کو سبق سکھانے کے لیے وارد ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور آل فرعون پر پے در پے طرح طرح کے عذاب نازل کیے۔

3۔ حضرت موسیٰؑ کی جدوجہد کے بارے میں پڑھ کر ہم پر یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ عقیدہ توحید ہی انسان کا مضبوط ترین سہارا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پر ہمارا ایمان پختہ ہو تو کوئی بھی زبردست قوت ہمیں اپنے راستے سے نہیں ہٹا سکتی اور کسی قسم کا خوف لالچ اور ترغیب ہمارے قدموں کو متزلزل نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ پر پختہ ایمان کی صورت ہی میں مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا ہمارے لیے آسان ہو جاتا ہے اور ہر حال میں صبر و شکر ادا کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ کیونکہ اللہ پر ایمان ہی کی وجہ سے اجر و ثواب کی امید ہمارے دلوں میں زندہ رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب فرعون نے جادوگروں کو موسیٰؑ پر ایمان لانے کی وجہ سے قتل و عذاب کی دھمکی دی تو انھوں نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔ ترجمہ: ”اے ہمارے رب ہم پر صبر کا فیضان فرما اور ہماری جان حالت اسلام پر نکال۔"

4۔ اس بحث سے ہمیں یہ درس بھی ملتا ہے کہ کامیابی ہمیشہ اہل حق کا ہی مقدر بنتی ہے، خواہ باطل قوتیں کتنی ہی طاقتور اور وسائل و آلات حرب سے لیس ہی کیوں نہ ہوں۔

5۔ حضرت موسیٰؑ کی زندگی سے ہمیں صبر و تحمل اور استقامت کا درس بھی ملتا ہے کیونکہ فرعون کے ظلم و ستم پر حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو صبر و تحمل کی نصیحت کی جس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ داعیان توحید کو ہمیشہ

صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے۔ راہ حق میں آنے والی وقتی تکالیف و مشکلات کو صبر سے برداشت کرنا چاہیے کیو نکہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور کفر و شرک کرنے والوں کا انجام عبرت ناک ہوتا ہے۔

6۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بے شمار انعام و اکرام سے نوازا اس کے باوجود انھوں نے سرکشی و ناشکری کی اور اپنی نبی کی نافرمانی کی جس کی وجہ سے اللہ تعالی نے انھیں طرح طرح کے عذابوں اور سزاؤں میں مبتلا کیا۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ آج مسلمانوں کے پاس نہ ہی مال و دولت کی کمی ہے اور نہ ہی فوج و اسلحہ کی لیکن اس کے باوجود مسلمان آج دنیا کی بے بس ترین اور مظلوم ترین قوم ہے۔ کیونکہ آج کا مسلمان بھی اللہ تعالی کی عطا کی ہوئی نعمتوں کی ناشکری اور اپنے رسول ؐ کی نافرمانی کر رہا ہے۔

7۔ حضرت موسیٰؑ کے واقعات سے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ مظلوم کی بد دعا سے بچنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالی مظلوم کی بد دعا کو فوراً قبول فرمالیتا ہے۔ جسطرح حضرت موسیٰؑ نے فرعونیوں کی ضد نافرمانی اور مظالم سے تنگ آکر اس مغرور اور سرکش قوم کے لیے خدا کے حضور بد دعا کی جس کے نتیجے میں اللہ نے فرعون اور آل فرعون کو غرق کر دیا اور انہیں توبہ کی مہلت بھی نہ دی اور اس کی لاش کو رہتی دنیا کے لیے سامان عبرت بنا دیا۔

حوالہ جات

1 رانا محمد اقبال، علوم فی القرآن، حیدر پبلی کیشنز، غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور، ص323۔

2 سورۃ المائدہ/69-70-

3 سورۃ القصص/ 4۔

4 کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم، کتاب خروج 1 / 13-14

5 کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم، کتاب خروج 1/ 15-16

6 کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم، کتاب خروج 1 / 22

7 ابو محمد مخدوم زادہ، تباہ شدہ اقوام قرآن کی نظر میں، مشتاق بک کارنر اُردو بازار لاہور، ص204۔

8 سورۃ الشعراء/ 29۔

9 سورۃ القصص/ 3۔

10 سورۃ الشعراء/ 23- 28۔

11 سورۃ الشعراء/ 29-33۔

12 سورۃ الشعراء/ 65- 67۔

13 کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم، کتاب خروج5/ 1-2

14 سورۃ الشعراء/ 52 -68۔

15 سورۃ یونس/ 80 -92۔

16 سورۃ الانعام/ 28۔

17 کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم، کتاب خروج12/ 29- 32

18 کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم، کتاب خروج12/ 36

19 کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم، کتاب خروج12/ 39

20 کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم، کتاب خروج14/ 11- 12

21 سورۃ الشعراء/62۔

22 کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم، کتاب خروج14/ 13- 14

23 کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم، کتاب خروج14/ 19- 20

24 سورۃ الشعراء/ 63۔

25 کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم، کتاب خروج14/ 21

26 سورۃ الشعراء/ 64- 65۔

27 کتاب مقدس، عہد نامہ قدیم ، کتاب خروج14/ 23- 25